Al-Mīthāq ***(Research Journal of Islamic Theology)***
ISSN: 2791-0989 (P), 2791-0997 (E)
Volume 05, **Issue** 02, April - June 2026, **PP**: 235-251
Open Access at: https://almithaqjournal.org/

Article QR

بقائے انسانی کے ناگزیر قدرتی عناصر:

آگ، پانی، مٹی، ہوا اور زمین کی حیاتیاتی، ماحولیاتی اور تمدنی اہمیت کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

Indispensable Natural Elements for Human Survival: A Research and Analytical Study of the Biological, Environmental, and Civilizational Significance of Fire, Water, Soil, Air, and Earth

1. Tooba Khalid *(Corresponding Author)* toobakhalid2024@gmail.com	*PhD Scholar,* *Department of Islamic Studies,* *University of Education, Lahore.*
2. Dr. Imran Hayat imran.hayat@ue.edu.pk	*Lecturer,* *Department of Islamic Studies,* *University of Education, Lahore.*
3. Dr. Hafiz Muhammad Abrar Awan abrara.uei@pu.edu.pk	*Assistant Professor,* *Department of Urdu Encyclopedia of Islam,* *University of the Punjab, Lahore.*

How to Cite:	Tooba Khalid, Dr. Imran Hayat and Dr. Hafiz Muhammad Abrar Awan. 2026: “Indispensable Natural Elements for Human Survival: A Research and Analytical Study of the Biological, Environmental, and Civilizational Significance of Fire, Water, Soil, Air, and Earth”. Al-*Mīthāq (Research Journal of Islamic Theology)* 5 (02): 235-251.		
Article History:	**Received**: 10-05-2026	**Accepted**: 21-06-2026	**Published**: 30-06-2026

Copyright:	**©The Authors**
Licensing:	This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.
Conflict of Interest:	Author(s) declared no conflict of interest.

Abstract & Indexing

Publisher

بقائے انسانی کے ناگزیر قدرتی عناصر:

آگ، پانی، مٹی، ہوا اور زمین کی حیاتیاتی، ماحولیاتی اور تمدنی اہمیت کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

Indispensable Natural Elements for Human Survival: A Research and Analytical Study of the Biological, Environmental, and Civilizational Significance of Fire, Water, Soil, Air, and Earth

1. **Tooba Khalid,** *(Corresponding Author)*
PhD Scholar, Department of Islamic Studies, University of Education, Lahore.
toobakhalid2024@gmail.com

2. **Dr. Imran Hayat**
Lecturer, Department of Islamic Studies, University of Education, Lahore.
imran.hayat@ue.edu.pk

3. **Dr. Hafiz Muhammad Abrar Awan**
Assistant Professor,
Department of Urdu Encyclopedia of Islam, University of the Punjab, Lahore.
abrara.uei@pu.edu.pk

Abstract

Human survival and the continuity of civilization depend upon a range of indispensable natural elements, among which fire, water, soil, air, and earth occupy a foundational position. This study examines their biological, environmental, and civilizational significance through a qualitative, descriptive, and analytical approach, drawing upon Qur'anic discourse, classical exegetical perspectives, and relevant scientific, environmental, and historical literature. The study aims to demonstrate that these elements are not merely independent physical resources but interrelated components of a broader ecological and civilizational system. Fire has played a decisive role in human development by providing heat, light, protection, and energy, and by furnishing the technological foundation for metallurgy, industry, and economic advancement. Water constitutes the fundamental basis of life, supporting human physiology, agriculture, biodiversity, public health, industrial activity, and ecological balance. Soil serves as the principal medium for agricultural productivity, food security, nutrient cycling, biodiversity, and the sustainability of terrestrial ecosystems, while land, in the broader sense, provides the spatial and material foundation for settlement, resource extraction, and civilizational organization. Air sustains respiration and biological metabolism while contributing to climatic regulation, the water cycle, and overall environmental stability. The analysis further indicates that Qur'anic discourse presents these elements not merely for their material utility but within a wider framework of cosmic order, human responsibility, moderation, and environmental stewardship, and that this framework should be read as an analytical and ethical companion to, rather than a substitute for, empirical environmental science. The study concludes that the biological, environmental, and civilizational functions of fire, water, soil, air, and earth are deeply interconnected, and that disruption in any one of these systems, whether through pollution, resource depletion, ecological degradation, or unsustainable use, can adversely affect human health, economic stability, food security, and civilizational continuity. Consequently, the responsible preservation and balanced utilization of natural resources emerge as both an environmental necessity and a fundamental

requirement for the sustainable future of humanity.

Keywords: *Fire, Water, Soil, Air, Earth, Natural Resources, Biological Significance, Environmental Sustainability.*

تمہید

انسانی زندگی اور تمدن کا ارتقا ہمیشہ سے فطرت اور اس کے وسائل کے ساتھ گہرے تعلق کا حامل رہا ہے۔ انسان اپنی جسمانی بقا سے لے کر معاشرتی تنظیم، معاشی سرگرمیوں، غذائی ضروریات اور تہذیبی ترقی تک قدرتی ماحول کے مختلف عناصر پر انحصار کرتا ہے۔ آگ، پانی، مٹی، ہوا اور زمین اس اعتبار سے خصوصی اہمیت رکھتے ہیں کہ یہ نہ صرف زندگی کی بنیادی ضروریات کی تکمیل کرتے ہیں بلکہ حیاتیاتی توازن، ماحولیاتی استحکام اور تمدنی تشکیل میں بھی بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ قرآنِ کریم میں بھی قدرت اور اس کے مختلف مظاہر کو متعدد مقامات پر انسان کے غور و فکر، منفعت، شکر گزاری اور ذمہ داری کے تناظر میں پیش کیا گیا ہے۔ عصرِ حاضر میں ماحولیاتی آلودگی، قدرتی وسائل پر بڑھتے ہوئے دباؤ، پانی کی قلت، مٹی اور زمین کے انحطاط اور موسمیاتی تغیرات نے ان عناصر کے تحفظ اور متوازن استعمال کی اہمیت کو مزید نمایاں کر دیا ہے۔ اس تناظر میں آگ، پانی، مٹی، ہوا اور زمین کی حیاتیاتی، ماحولیاتی اور تمدنی اہمیت کا ایک جامع اور باہم مربوط مطالعہ نہ صرف انسانی بقاء کے بنیادی تقاضوں کو سمجھنے میں مدد فراہم کرتا ہے بلکہ انسان اور قدرت کے درمیان ذمہ دارانہ تعلق کے تصور کو بھی واضح کرتا ہے۔

مسئلۂ تحقیق

انسانی زندگی اور تمدن کا وجود قدرتی ماحول اور اس کے بنیادی عناصر کے ساتھ گہرے اور ناگزیر تعلق پر قائم ہے۔ آگ، پانی، مٹی، ہوا اور زمین نہ صرف انسانی بقا کی بنیادی ضروریات پوری کرتے ہیں بلکہ حیاتیاتی نظام، معاشی سرگرمیوں، غذائی تحفظ، انسانی آبادکاری، صنعتی ترقی اور تمدنی ارتقاء میں بھی بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ قرآنِ کریم میں ان قدرتی عناصر کا ذکر مختلف سیاق و سباق میں موجود ہے، جہاں ان کی مادی افادیت کے ساتھ ساتھ ان میں پوشیدہ حکمتِ الٰہی، کائناتی نظم، انسانی ذمہ داری اور غور و فکر کی جہات بھی سامنے آتی ہیں۔ تاہم ان عناصر کی اہمیت کو عموماً الگ الگ مذہبی، سائنسی یا ماحولیاتی زاویوں سے زیرِ بحث لایا جاتا ہے، جبکہ آگ، پانی، مٹی، ہوا اور زمین کی حیاتیاتی، ماحولیاتی اور تمدنی اہمیت کو قرآن و تفسیر اور جدید علمی و ماحولیاتی مباحث کی روشنی میں ایک باہم مربوط نظام کے طور پر سمجھنے کی ضرورت موجود ہے۔ چنانچہ اس تحقیق کا بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ ان پانچ قدرتی عناصر کا انسانی بقاء اور تمدنی تسلسل سے تعلق کس نوعیت کا ہے، قرآنِ کریم ان کی مادی و معنوی اہمیت کو کس انداز میں پیش کرتا ہے، اور ان عناصر کے باہمی توازن یا عدمِ توازن کے انسانی صحت، ماحول، معیشت اور تمدن پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟

مقاصدِ تحقیق

اس تحقیق کا بنیادی مقصد آگ، پانی، مٹی، ہوا اور زمین کی انسانی بقاء میں حیاتیاتی، ماحولیاتی اور تمدنی اہمیت کا جامع اور تجزیاتی مطالعہ کرنا ہے۔ اس ضمن میں تحقیق یہ واضح کرنے کی کوشش کرتی ہے کہ مذکورہ قدرتی عناصر انسانی جسم، نباتاتی و حیوانی حیات، غذائی تحفظ، ماحولیات، معیشت، آبادکاری اور تہذیبی ارتقاء میں کس نوعیت کا کردار ادا کرتے ہیں۔ مزید برآں، قرآنِ کریم میں ان عناصر سے متعلق آیات اور منتخب تفسیری آراء کا مطالعہ کرتے ہوئے ان میں موجود کائناتی نظم، انسانی منفعت، تدبر، اعتدال اور ذمہ داری کے تصورات کو نمایاں کرنا بھی اس تحقیق کے مقاصد میں شامل ہے۔ تحقیق کا ایک اہم مقصد یہ بھی ہے کہ ان عناصر کو محض الگ الگ قدرتی وسائل کے بجائے ایک ایسے باہم مربوط نظام کے اجزاء کے طور پر سمجھا جائے جس کا توازن انسانی بقاء، ماحولیاتی سلامتی

اور تمدنی استحکام کے لیے ناگزیر ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ موجودہ دور میں آلودگی، وسائل کے غیر متوازن استعمال، زمین و مٹی کے انحطاط اور دیگر ماحولیاتی مسائل کے تناظر میں قدرتی وسائل کے ذمہ دارانہ اور متوازن استعمال کی ضرورت کو بھی واضح کیا جائے گا۔

طریقۂ تحقیق

زیرِ نظر مطالعہ بنیادی طور پر معیاری(Qualitative) ، توضیحی اور تجزیاتی (Descriptive and Analytical) نوعیت کی تحقیق ہے۔ موضوع سے متعلق بنیادی ماخذ کے طور پر قرآنِ کریم کی متعلقہ آیات کا مطالعہ کیا گیا ہے، جبکہ ان کی توضیح و تفہیم کے لیے منتخب معتبر کلاسیکی تفاسیر سے استفادہ کیا گیا ہے۔ قدرتی عناصر کی حیاتیاتی، ماحولیاتی، معاشی اور تمدنی جہات کے تجزیے کے لیے متعلقہ تاریخی، سائنسی، ماحولیاتی اور فکری لٹریچر کو ثانوی مصادر کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ تحقیق میں موضوعاتی تجزیے (Thematic Analysis) کے ذریعے آگ، پانی، مٹی، ہوا اور زمین سے متعلق مواد کو ان کی حیاتیاتی، ماحولیاتی اور تمدنی اہمیت کے تحت منظم کیا گیا ہے۔ بعد ازاں قرآنی و تفسیری تصورات اور متعلقہ جدید علمی مباحث کا تقابلی و تجزیاتی مطالعہ کرتے ہوئے ان عناصر کے انفرادی کردار کے ساتھ ساتھ ان کے باہمی ربط کو بھی واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ واضح رہے کہ تحقیق کی نوعیت مکمل طور پر کتابی و تجزیاتی ہے؛ اس میں کسی بھی مرحلے پر میدانی سروے، شماریاتی تجزیے یا تجرباتی مشاہدے کا سہارا نہیں لیا گیا۔ اس طریقۂ تحقیق کا مقصد مذہبی نصوص اور جدید علمی مباحث کو یکساں یا باہم قابلِ تبادل قرار دینا نہیں، بلکہ دونوں سے حاصل ہونے والی متعلقہ جہات کا ان کے اپنے علمی تناظر میں تجزیہ کرتے ہوئے انسانی بقاء اور ماحولیاتی ذمہ داری کے وسیع تر تصور کو سمجھنا ہے۔

تحقیق کی اہمیت

موجودہ دور میں موسمیاتی تبدیلی، فضائی و آبی آلودگی، پانی کی قلت، مٹی کی زرخیزی میں کمی، قدرتی وسائل کے بے اعتدال استعمال اور زمین کے ماحولیاتی انحطاط جیسے مسائل انسانی زندگی اور تمدنی استحکام کے لیے سنجیدہ چیلنج بن چکے ہیں۔ ایسے حالات میں قدرتی عناصر کی اہمیت کا مطالعہ محض نظری یا تاریخی بحث نہیں رہتا بلکہ انسانی مستقبل، ماحولیاتی سلامتی اور پائیدار ترقی سے براہِ راست متعلق ہو جاتا ہے۔ زیرِ نظر تحقیق کی اہمیت اس امر میں ہے کہ یہ آگ، پانی، مٹی، ہوا اور زمین کو الگ الگ وسائل کے بجائے انسانی بقاء سے وابستہ ایک مربوط قدرتی نظام کے طور پر دیکھتی ہے اور ان کی حیاتیاتی، ماحولیاتی اور تمدنی جہات کو قرآنی و تفسیری تناظر کے ساتھ جدید علمی مباحث سے مربوط کرتی ہے۔ اس طرح یہ مطالعہ اسلامی تصورِ فطرت میں موجود تدبر، اعتدال، ذمہ داری اور وسائل کے تحفظ کے اصولوں کو عصرِ حاضر کے ماحولیاتی مسائل سے متعلق علمی گفتگو کے ساتھ جوڑنے میں معاون ثابت ہو سکتا ہے۔ مزید یہ کہ تحقیق قدرتی وسائل کے متوازن استعمال اور ان کے تحفظ کو صرف ماحولیاتی ضرورت نہیں بلکہ انسانی صحت، غذائی تحفظ، معاشی استحکام اور تمدنی تسلسل کی بنیادی شرط کے طور پر نمایاں کرتی ہے۔

انسانی تمدن کی تشکیل، ارتقاء اور بقاء کے بنیادی عوامل پر غور کیا جائے تو یہ حقیقت نمایاں ہوتی ہے کہ قدرتِ الٰہی نے انسان کو متعدد ایسی نعمتیں عطا کی ہیں جن کے بغیر نہ صرف انسانی زندگی کا تسلسل دشوار ہو جاتا ہے بلکہ معاشرتی، معاشی اور تہذیبی ترقی بھی ممکن نہیں رہتی۔ ان بنیادی قدرتی عناصر میں آگ، پانی، مٹی، ہوا اور زمین خصوصی اہمیت رکھتے ہیں۔ یہ تمام عناصر اپنی اپنی منفرد خصوصیات کے باوجود ایک دوسرے سے مربوط ہیں اور مجموعی طور پر ایسے حیاتیاتی، ماحولیاتی اور تمدنی نظام کی تشکیل کرتے ہیں جس پر انسانی بقاء کا انحصار ہے۔

- **آگ(Fire) :** آگ ایک ایسی بنیادی قدرتی قوت ہے جس نے انسانی تاریخ اور تمدنی ارتقاء پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ ابتدائی انسانی ادوار میں آگ حرارت، روشنی، خوراک کی تیاری اور تحفظ کا ذریعہ بنی، جبکہ بعد کے ادوار میں یہی عنصر دھات کاری، صنعت، توانائی، معاشی سرگرمیوں اور تکنیکی ترقی کا اہم وسیلہ بن گیا۔ قرآنِ کریم میں آگ کا ذکر مختلف مقامات پر ملتا ہے، اور اس کا مفہوم صرف عذاب یا سزا تک محدود نہیں رہتا بلکہ انسانی منفعت، تدبر اور کائناتی نظم کے تناظر میں بھی سامنے آتا ہے۔ اس اعتبار سے آگ محض ایک طبعی مظہر نہیں بلکہ انسانی تہذیب، معیشت، صنعت اور فکری ارتقاء کے ایک وسیع تر نظام کا بنیادی جزو ہے۔
- **پانی(Water) :** پانی حیاتِ ارضی کا بنیادی سرچشمہ اور تمام حیاتیاتی و ماحولیاتی نظاموں کا مرکزی عنصر ہے۔ انسانی جسم، نباتات، حیوانات اور مختلف ماحولیاتی نظاموں کی بقاء براہِ راست پانی پر منحصر ہے۔ زراعت، صنعت، صحتِ عامہ، خوراک کی پیداوار اور اقتصادی سرگرمیوں کی پائیداری بھی آبی وسائل کی دستیابی اور ان کے متوازن و مؤثر استعمال سے وابستہ ہے۔
- **مٹی(Soil) :** مٹی زمین کی بالائی زرخیز تہہ ہے جو نباتاتی نشوونما، غذائی اجزا کی گردش، زرعی پیداوار اور حیاتیاتی تنوع کے لیے بنیادی ماحول فراہم کرتی ہے۔ انسانی خوراک کا ایک بڑا حصہ براہِ راست یا بالواسطہ طور پر مٹی کی زرخیزی اور صحت سے وابستہ ہے۔
- **ہوا(Air) :** ہوا انسانی اور حیوانی زندگی کے تسلسل کے لیے سب سے فوری اور ناگزیر قدرتی وسائل میں سے ایک ہے، کیونکہ تنفس اور حیاتیاتی افعال کا بنیادی انحصار فضائی گیسوں کے متوازن امتزاج پر ہے۔ کرۂ ارض کا فضائی نظام موسمی توازن، آبی چکر، درجہ حرارت کی تنظیم اور مختلف حیاتیاتی سرگرمیوں کے استحکام میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔
- **زمین(Earth/Land) :** زمین انسانی زندگی، معاشرت، معیشت اور تہذیبی ارتقاء کی مادی و مکانی بنیاد ہے۔ رہائش، آبادکاری، زراعت، معدنی وسائل، جنگلات، نقل و حمل، بنیادی ڈھانچے اور دیگر معاشی و تمدنی سرگرمیوں کا انحصار زمین پر ہے۔ مٹی کے برعکس، جس سے مراد بنیادی طور پر زمین کی زرخیز بالائی تہہ اور اس کی حیاتیاتی و زرعی خصوصیات ہیں، زمین ایک وسیع تر مفہوم رکھتی ہے جس میں انسانی آبادکاری، قدرتی وسائل، جغرافیائی فضا اور تمدنی سرگرمیوں کے لیے درکار مکانی بنیاد شامل ہے۔

اس طرح آگ، پانی، مٹی، ہوا اور زمین کو الگ الگ عناصر کے طور پر سمجھنے کے باوجود ان کے باہمی تعلق کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ یہ تمام عناصر ایک مربوط قدرتی نظام میں ایک دوسرے کے معاون ہیں، اور ان میں سے کسی ایک کے توازن میں نمایاں خلل انسانی صحت، غذائی تحفظ، معاشی استحکام، ماحولیاتی سلامتی اور تہذیبی تسلسل پر دوررس اثرات مرتب کر سکتا ہے۔

آگ اور انسانی بقاء

قرآنِ کریم میں آگ کو محض ایک طبعی مظہر کے طور پر نہیں بلکہ ایسی قدرتی نعمت کے طور پر بھی پیش کیا گیا ہے جو انسانی زندگی میں منفعت، سہولت اور غور و فکر کا ذریعہ بنتی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

أَفَرَأَيْتُمُ النَّارَ الَّتِي تُورُونَ ۔أَأَنتُمْ أَنشَأْتُمْ شَجَرَتَهَا أَمْ نَحْنُ الْمُنشِئُونَ۔[1]

کیا تم نے اس آگ کو دیکھا جسے تم سلگاتے ہو؟ کیا تم نے اس کے درخت کو پیدا کیا ہے یا ہم ہی اس کے پیدا کرنے والے ہیں؟

یہ قرآنی اسلوب انسان کو آگ کے ظاہری استعمال سے آگے بڑھ کر اس کی تخلیق، اسباب اور کائناتی نظم پر غور کرنے کی

دعوت دیتا ہے۔ اس تناظر میں آگ ایک طرف انسانی ضرورت اور منفعت کا ذریعہ ہے تو دوسری طرف قدرتِ الٰہی، حکمت اور کائنات کے منظم نظام کی ایک علامت بھی بن جاتی ہے۔ مفسرین نے ان آیات کی تشریح میں اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ آگ کے حصول کا تعلق درختوں اور نباتاتی وسائل سے بھی ہے، اور اس نظام میں انسان کے لیے قدرت کی حکمت اور تدبیر پر غور کرنے کا پہلو موجود ہے۔ ابن کثیر کی تفسیر سے یہ مفہوم سامنے آتا ہے کہ آگ کے اسباب اور اس کے انسانی استعمالات بھی اس منظم نظامِ فطرت کا حصہ ہیں جو انسان کی ضروریات کی تکمیل میں معاون ہے۔[2]

انسانی زندگی میں آگ کی افادیت نہایت وسیع رہی ہے۔ ابتدائی انسانی معاشروں میں اس نے خوراک کی تیاری، سردی سے تحفظ، روشنی اور دفاع جیسی بنیادی ضروریات پوری کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ بعد ازاں اس کا استعمال معاشرتی تنظیم، رہائش، پیداواری سرگرمیوں اور تہذیبی ارتقاء کے ساتھ مزید گہرا ہوتا گیا۔ ماہرِ بشریات رچرڈ رانگھم کے مطابق آگ، خصوصاً پکی ہوئی خوراک کے استعمال، نے انسانی جسمانی ارتقاء، غذائی عادات اور سماجی زندگی کی تشکیل میں نمایاں کردار ادا کیا۔[3] اس تناظر میں آگ کو صرف حرارت کے ایک وسیلے کے طور پر نہیں بلکہ انسانی طرزِ زندگی میں بنیادی تبدیلی پیدا کرنے والے عنصر کے طور پر سمجھا جاسکتا ہے۔ تمدنِ انسانی کی ترقی میں آگ کی اہمیت دھات کاری اور آلات سازی کے مراحل میں مزید نمایاں ہوئی۔ قدیم معاشروں میں دھاتوں کو پگھلانے، زرعی آلات، دفاعی سازوسامان اور روزمرہ استعمال کی اشیا تیار کرنے کے لیے حرارت بنیادی ضرورت تھی۔ ول ڈیورانٹ کی تاریخی بحث سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ آگ پر قابو اور دھات کاری کی ترقی نے انسانی تہذیب کے مادی اور تکنیکی ارتقاء میں اہم کردار ادا کیا۔[4] یوں آگ نے نہ صرف انسانی ضروریات کی تکمیل کی بلکہ پیداوار، حرفت، تجارت اور معاشی سرگرمیوں کے فروغ میں بھی بنیادی حیثیت اختیار کی۔

صنعتی دور میں آگ اور حرارتی توانائی کی اہمیت ایک نئی صورت میں سامنے آئی۔ بھاپ کی طاقت اور ایندھن کے منظم استعمال نے صنعتی پیداوار، نقل و حمل اور معاشی ڈھانچوں کو تبدیل کیا۔ ایرک ہابسبام کے صنعتی انقلاب سے متعلق تجزیے سے واضح ہوتا ہے کہ بھاپ کی طاقت اور حرارتی توانائی صنعتی تبدیلی کے اہم عوامل میں شامل تھیں۔[5] اس طرح آگ کے استعمال نے ابتدائی انسانی ضروریات سے لے کر بڑے صنعتی نظاموں تک انسانی تاریخ کے مختلف مراحل میں ترقی کی رفتار اور نوعیت کو متاثر کیا۔ تاہم آگ کی اہمیت صرف مادی اور صنعتی ترقی تک محدود نہیں رہتی۔ قرآنِ کریم کے تناظر میں قدرتی عناصر انسان کو محض استفادے کی دعوت نہیں دیتے بلکہ ان کے ذریعے تدبر، شکر گزاری، اعتدال اور ذمہ داری کا شعور بھی پیدا ہوتا ہے۔ قدرتی وسائل کا استعمال اگر انسانی منفعت کے ساتھ اخلاقی ذمہ داری سے مربوط نہ ہو تو یہی وسائل نقصان، تباہی اور عدم توازن کا سبب بھی بن سکتے ہیں۔ سید حسین نصر کے اسلامی تصورِ فطرت میں قدرت کے مظاہر کو ایک ایسے منظم اور بامعنی نظام کے اجزاء کے طور پر دیکھا جاتا ہے جو انسان کو الٰہی حکمت اور کائناتی نظم کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔[6] اس فکری زاویے سے آگ نہ صرف ایک مفید قدرتی وسیلہ ہے بلکہ انسان کے لیے غور و فکر اور ذمہ دارانہ طرزِ عمل کا ذریعہ بھی ہے۔ اس تجزیے سے واضح ہوتا ہے کہ آگ انسانی بقاء اور تمدنی ارتقاء میں ایک کثیر الجہتی کردار رکھتی ہے۔ اس نے خوراک، تحفظ اور حرارت جیسی بنیادی ضروریات سے لے کر دھات کاری، صنعت، توانائی اور معاشی ترقی تک انسانی زندگی کے مختلف شعبوں کو متاثر کیا۔ ساتھ ہی قرآنی تناظر میں اس کا مطالعہ انسان کو اس امر کی طرف متوجہ کرتا ہے کہ قدرتی وسائل کا استعمال اعتدال، شکر گزاری اور ذمہ داری کے اصولوں کے ساتھ ہونا چاہیے۔ اس طرح آگ انسانی بقاء کے حیاتیاتی، تمدنی، معاشی اور اخلاقی نظام کے ایک اہم عنصر کے طور پر سامنے آتی ہے۔

پانی اور انسانی بقاء

انسانی زندگی کے بنیادی قدرتی عناصر میں پانی کو مرکزی اور ناگزیر حیثیت حاصل ہے۔ یہ نہ صرف حیات کے تسلسل کے لیے بنیادی ضرورت ہے بلکہ انسانی صحت، نباتاتی و حیوانی زندگی، زرعی پیداوار، معاشی سرگرمیوں، ماحولیاتی توازن اور تمدنی استحکام سے بھی گہرا تعلق رکھتا ہے۔ انسانی تاریخ کے ابتدائی ادوار سے لے کر عصرِ حاضر تک پانی نے معاشرتی تنظیم اور تہذیبی تشکیل میں بنیادی کردار ادا کیا ہے۔ دنیا کی متعدد قدیم تہذیبیں دریاؤں کے کنارے پروان چڑھیں، جبکہ زرعی معیشت اور مستقل انسانی آبادکاری کا فروغ بھی بڑی حد تک قابلِ اعتماد آبی وسائل سے وابستہ رہا۔

قرآنِ کریم میں پانی کا ذکر نہایت بلیغ انداز میں کیا گیا ہے اور اسے زندگی کے بنیادی سرچشمے کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ۔[7]

اور ہم نے ہر جاندار چیز کو پانی سے پیدا کیا، پھر بھی کیا یہ ایمان نہیں لاتے؟

اس آیت میں پانی اور حیات کے باہمی تعلق کو ایک بنیادی حقیقت کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ قرآنِ کریم کا یہ بیان انسان کو اس امر کی طرف متوجہ کرتا ہے کہ پانی محض ایک قابلِ استعمال طبعی وسیلہ نہیں بلکہ حیات کے قیام اور تسلسل سے براہِ راست وابستہ قدرتی نعمت ہے۔ جدید حیاتیاتی علوم بھی پانی کو جاندار خلیات، جسمانی افعال، غذائی اجزاء کی ترسیل، جسمانی درجہ حرارت کے توازن اور مختلف حیاتیاتی اعمال کے لیے بنیادی عنصر قرار دیتے ہیں۔ مفسرین نے بھی مذکورہ آیت کی تشریح میں پانی کے عمومی اور بنیادی تعلق کو تمام جاندار مخلوقات کی زندگی اور بقاء کے ساتھ جوڑا ہے۔ طبری کی تفسیر سے یہ مفہوم سامنے آتا ہے کہ جاندار حیات کی پیدائش اور اس کے تسلسل میں پانی بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔[8] اس طرح قرآنی بیان اور مشاہدۂ فطرت دونوں پانی کی ناگزیر حیاتیاتی اہمیت کو نمایاں کرتے ہیں۔ انسانی جسم کے بیشتر حیاتیاتی افعال پانی کی مناسب مقدار پر منحصر ہوتے ہیں۔ پانی جسمانی درجہ حرارت کو منظم کرنے، غذائی اجزاء اور دیگر ضروری مادوں کی ترسیل، اخراجی نظام کے عمل اور خلیاتی سرگرمیوں کو برقرار رکھنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اس لیے صاف اور محفوظ پانی کی دستیابی انسانی صحت اور صحتِ عامہ کے بنیادی تقاضوں میں شامل ہے۔

پانی کی اہمیت صرف انسانی جسم تک محدود نہیں بلکہ خوراک اور معیشت سے بھی براہِ راست وابستہ ہے۔ لیسٹر آر براؤن نے اپنے ماحولیاتی و معاشی تجزیے میں پانی کی دستیابی کو انسانی بہبود، غذائی پیداوار اور زرعی استحکام کے لیے بنیادی عامل قرار دیا ہے۔[9] اس تناظر میں پانی ایک ایسا وسیلہ ہے جس کے معیار اور دستیابی میں کمی کے اثرات براہِ راست خوراک، زراعت، انسانی صحت اور معاشی نظام پر مرتب ہوتے ہیں۔ قرآنِ کریم ایک دوسرے مقام پر پانی کو نباتاتی زندگی اور رزق کے نظام سے مربوط کرتے ہوئے فرماتا ہے:

وَهُوَ الَّذِي أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ۔[10]

اور وہی ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا، پھر ہم نے اس کے ذریعے ہر قسم کی نباتات اگائیں۔

یہ آیت پانی، نباتات اور زمینی حیات کے درمیان موجود گہرے تعلق کو واضح کرتی ہے۔ بارش کے ذریعے زمین میں نباتاتی نشوونما ممکن ہوتی ہے، جس سے انسانوں اور حیوانات کے لیے خوراک، چراگاہیں اور مختلف قدرتی وسائل پیدا ہوتے ہیں۔ اس اعتبار سے پانی حیاتیاتی نظام کے مختلف اجزاء کو ایک دوسرے سے مربوط کرنے والے بنیادی عناصر میں شمار ہوتا ہے۔ پانی اور انسانی تمدن کا تعلق تاریخی اعتبار سے بھی نہایت اہم ہے۔ وادئ نیل، دجلہ و فرات اور وادئ سندھ جیسی قدیم تہذیبیں ایسے علاقوں میں پروان

چڑھیں جہاں پانی کی دستیابی نے زراعت، مستقل آبادکاری، تجارت اور ریاستی تنظیم کے امکانات کو فروغ دیا۔ کارل وٹفوگل نے اپنے تجزیے میں بڑے پیمانے پر آب پاشی اور آبی وسائل کے انتظام کو بعض قدیم معاشروں کے سیاسی، معاشی اور انتظامی ڈھانچوں کی تشکیل کے ساتھ مربوط کیا ہے۔[11] اگرچہ اس نظریے کی تعبیرات پر علمی بحث موجود ہے، تاہم اس امر سے انکار ممکن نہیں کہ پانی نے قدیم معاشرتی اور معاشی نظاموں کے قیام میں بنیادی کردار ادا کیا۔

ماحولیاتی اعتبار سے پانی کا قدرتی چکر کرۂ ارض کے مختلف نظاموں کو ایک دوسرے سے مربوط رکھتا ہے۔ بارش، تبخیر، زیرِ زمین پانی، دریاؤں اور سمندروں کے درمیان ہونے والی مسلسل گردش زمینی حیات، نباتاتی نشوونما اور ماحولیاتی استحکام کے لیے بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔ ڈیوڈ اٹنبرو کی ماحولیاتی بحث میں بھی قدرتی نظاموں کے باہمی انحصار اور پانی کی اہمیت کو زمین پر حیات کے تسلسل کے ایک بنیادی پہلو کے طور پر نمایاں کیا گیا ہے۔[12] عصرِ حاضر میں پانی کے وسائل کو آلودگی، ضرورت سے زیادہ استعمال، زیرِ زمین پانی کی کمی اور غیر متوازن تقسیم جیسے مسائل کا سامنا ہے۔ جب پانی کو محض لامحدود استعمالی وسیلہ سمجھ کر بے اعتدالی سے استعمال کیا جاتا ہے تو اس کے اثرات انسانی صحت، زراعت، غذائی تحفظ، حیاتیاتی تنوع اور معاشی استحکام تک پہنچتے ہیں۔ اس کے برعکس پانی کو ایک قدرتی امانت اور محدود وسیلہ سمجھ کر اس کے استعمال میں اعتدال، تحفظ اور ذمہ داری اختیار کرنا انسانی بقاء اور ماحولیاتی پائیداری کے لیے ناگزیر ہے۔

اس تجزیے سے واضح ہوتا ہے کہ پانی انسانی بقاء کے حیاتیاتی، ماحولیاتی، معاشی اور تمدنی نظام کا بنیادی ستون ہے۔ یہ نہ صرف جسمانی زندگی اور نباتاتی وحیوانی حیات کو برقرار رکھتا ہے بلکہ زراعت، خوراک، انسانی آبادکاری، معیشت اور تہذیب کے استحکام میں بھی مرکزی کردار ادا کرتا ہے۔ چنانچہ پانی کا تحفظ اور اس کا متوازن استعمال انسانی مستقبل کے تحفظ کے مترادف ہے۔

مٹی اور انسانی بقاء

انسانی بقاء کے بنیادی قدرتی عناصر میں مٹی کو ایک منفرد اور بنیادی مقام حاصل ہے۔ بظاہر مٹی زمین کی ایک طبعی تہہ معلوم ہوتی ہے، لیکن حقیقت میں یہی تہہ نباتاتی نشوونما، زرعی پیداوار، غذائی تحفظ، غذائی اجزاء کی گردش اور زمینی حیاتیاتی تنوع کی بنیاد فراہم کرتی ہے۔ انسانی خوراک، زرعی معیشت اور متعدد قدرتی وسائل کا انحصار براہِ راست یا بالواسطہ طور پر مٹی کی صحت اور زرخیزی پر ہے۔ اس لیے مٹی کو محض ایک مادی وسیلہ نہیں بلکہ انسانی بقاء کے بنیادی قدرتی سرمایے کے طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔ قرآنِ کریم انسان کی تخلیق اور زمین کے ساتھ اس کے تعلق کو نہایت بلیغ انداز میں بیان کرتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَى۔[13]

اسی زمین سے ہم نے تمہیں پیدا کیا، اور اسی میں تمہیں لوٹائیں گے، اور اسی سے ہم تمہیں دوبارہ نکالیں گے۔

یہ آیت انسان اور زمین کے تعلق کو تخلیق، حیات اور واپسی کے ایک جامع تصور کے ساتھ پیش کرتی ہے۔ یہاں انسان کو اس کی مادی اصل کی طرف متوجہ کرنے کے ساتھ اس کے اندر تواضع، ذمہ داری اور زمین کے ساتھ وابستگی کا احساس بھی پیدا ہوتا ہے۔ ابن کثیر کی تفسیر سے یہ مفہوم سامنے آتا ہے کہ انسان کی تخلیق اور زمین کی طرف واپسی کا قرآنی بیان اس کی اصل، محدودیت اور خالق کے سامنے اس کی حیثیت کو واضح کرتا ہے۔[14] اس زاویے سے مٹی اور زمین کا ذکر صرف انسان کی مادی تخلیق تک محدود نہیں رہتا بلکہ اس میں ایک اخلاقی اور فکری جہت بھی شامل ہو جاتی ہے۔ حیاتیاتی اور زرعی اعتبار سے مٹی زمین کی وہ بالائی تہہ ہے جس میں نباتات کی جڑیں نشوونما پاتی ہیں اور جہاں پانی، معدنیات، نامیاتی مادہ اور متعدد خوردحیاتیات مل کر ایک پیچیدہ حیاتیاتی نظام قائم کرتے

ہیں۔ یہی نظام فصلوں کی پیداوار، نباتاتی تنوع اور غذائی سلسلے کے استحکام کے لیے بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ اس لیے مٹی کی زرخیزی میں کمی کا اثر صرف زراعت تک محدود نہیں رہتا بلکہ انسانی غذائی تحفظ اور معاشی استحکام تک پہنچتا ہے۔

انسانی معیشت اور آبادکاری میں بھی مٹی اور زمین کا بنیادی کردار ہے۔ زراعت، تعمیرات اور متعدد پیداواری سرگرمیاں زمینی وسائل کے ساتھ وابستہ ہیں۔ انسانی جغرافیہ سے متعلق ڈیرک گریگوری کے مباحث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ زمین اور اس کے وسائل انسانی آبادکاری، اقتصادی پیداوار اور معاشرتی تنظیم کی بنیادی مادی بنیادوں میں شامل ہیں۔[15] تاہم یہاں مٹی اور زمین کے درمیان امتیاز ملحوظ رکھنا ضروری ہے: مٹی سے مراد بنیادی طور پر زمین کی زرخیز حیاتیاتی تہہ ہے، جبکہ زمین ایک وسیع تر جغرافیائی، معاشی اور مکانی تصور رکھتی ہے۔ زرعی پیداوار اور غذائی تحفظ کے تناظر میں مٹی کی اہمیت مزید نمایاں ہو جاتی ہے۔ ایف۔ ایچ۔ کنگ کے زرعی مشاہدات اس حقیقت کو نمایاں کرتے ہیں کہ طویل مدت تک زرعی پیداوار برقرار رکھنے کے لیے مٹی کی زرخیزی اور اس کی قدرتی صلاحیت کا تحفظ بنیادی ضرورت ہے۔[16] انسانی خوراک کا ایک بڑا حصہ براہِ راست فصلوں سے اور باقی حصہ بالواسطہ طور پر انہی زرعی نظاموں سے حاصل ہوتا ہے، اس لیے مٹی کی صحت انسانی غذائی سلامتی کے ساتھ براہِ راست وابستہ ہے۔

تاریخی طور پر بھی زرخیز زمینوں نے مستقل انسانی آبادکاری اور تہذیبی مراکز کے قیام میں اہم کردار ادا کیا۔ دریا کنارے زرخیز میدانوں اور قابلِ کاشت زمینوں نے زرعی پیداوار میں استحکام پیدا کیا، جس کے نتیجے میں مستقل بستیاں، شہر، تجارت اور منظم معاشرتی ادارے وجود میں آئے۔ ول ڈیورانٹ کے تاریخی مطالعے سے بھی زرخیز زمین، مستحکم زراعت اور ابتدائی تہذیبوں کی تشکیل کے درمیان قریبی تعلق نمایاں ہوتا ہے۔[17] عصرِ حاضر میں مٹی کے انحطاط، کٹاؤ، نامیاتی مادے میں کمی، آلودگی اور غیر متوازن زرعی استعمال جیسے مسائل انسانی غذائی اور ماحولیاتی سلامتی کے لیے سنجیدہ خطرات بن چکے ہیں۔ لیسٹر آر براؤن نے بھی مٹی کے تحفظ کو زرعی پیداوار، غذائی تحفظ اور انسانی معاشروں کی طویل مدتی پائیداری کے ساتھ مربوط کیا ہے۔[18] چنانچہ مٹی کے وسائل کا غیر ذمہ دارانہ استعمال صرف زمین کی زرخیزی میں کمی کا باعث نہیں بنتا بلکہ اس کے اثرات معیشت، ماحول، خوراک اور انسانی معاشرت تک پھیل سکتے ہیں۔

مٹی کا تحفظ دراصل انسانی بقاء کے ایک بنیادی نظام کا تحفظ ہے۔ جب مٹی کو اعتدال، سائنسی تدبیر اور ذمہ داری کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے تو زرعی پیداوار، غذائی سلامتی اور ماحولیاتی استحکام کو برقرار رکھنے میں مدد ملتی ہے۔ اس کے برعکس مٹی کے قدرتی توازن میں مسلسل خلل غذائی بحران، حیاتیاتی تنوع میں کمی اور معاشی مسائل کا سبب بن سکتا ہے۔ اس تجزیے سے واضح ہوتا ہے کہ مٹی انسانی بقاء کے حیاتیاتی، ماحولیاتی، زرعی، معاشی اور تمدنی نظام کا بنیادی جزو ہے۔ اس کی اہمیت انسان کی مادی تخلیق کے قرآنی تصور سے لے کر نباتاتی نشوونما، غذائی تحفظ، زرعی پیداوار اور تہذیبی استحکام تک پھیلی ہوئی ہے۔ اس لیے مٹی کا تحفظ محض زرعی ضرورت نہیں بلکہ انسانی مستقبل اور ماحولیاتی پائیداری کے تحفظ کی بنیادی شرط ہے۔

ہوا اور انسانی بقاء

کائنات کے منظم نظام میں ہوا کو انسانی اور حیوانی زندگی کے لیے نہایت بنیادی اور ناگزیر حیثیت حاصل ہے۔ انسانی وجود کی بقاء تنفس کے مسلسل عمل سے وابستہ ہے، جبکہ یہ عمل فضا میں موجود مختلف گیسوں کے متوازن امتزاج پر قائم رہتا ہے۔ ہوا صرف تنفس کا ذریعہ نہیں بلکہ موسمی نظام، آبی چکر، درجۂ حرارت، بادلوں کی تشکیل، بارش اور نباتاتی و حیوانی زندگی کے استحکام میں بھی بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔ اس اعتبار سے فضا کا توازن انسانی صحت کے ساتھ ساتھ مجموعی ماحولیاتی بقاء کے لیے بھی ضروری ہے۔

قرآنِ کریم میں ہواؤں کی حرکت اور ان کے کائناتی و حیاتیاتی کردار کی طرف متعدد مقامات پر توجہ دلائی گئی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَأَرْسَلْنَا الرِّيَاحَ لَوَاقِحَ فَأَنزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَسْقَيْنَاكُمُوهُ۔[19]

اور ہم نے ہواؤں کو بارآور کرنے والی بنا کر بھیجا، پھر آسمان سے پانی برسایا اور تمہیں وہ پانی پلایا۔

اس آیت میں ہواؤں کے لیے "لَوَاقِح" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے، جو ان کے فعال اور مؤثر کردار کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ ہوائیں بادلوں کی حرکت، ان کے باہمی اجتماع اور بارش کے نظام میں اہم کردار ادا کرتی ہیں، جس کے نتیجے میں زمین کی زرخیزی، نباتاتی افزائش اور آبی وسائل کی تجدید ممکن ہوتی ہے۔ طبری کی تفسیر سے یہ مفہوم سامنے آتا ہے کہ ہواؤں کی حرکت بادلوں اور بارش کے نظام سے مربوط ہے اور اس قدرتی عمل کے ذریعے زمین پر نباتاتی اور حیاتیاتی زندگی کے تسلسل کے اسباب پیدا ہوتے ہیں۔[20] اس طرح قرآنِ کریم ہواؤں کو محض ایک طبعی حرکت کے طور پر پیش نہیں کرتا بلکہ انہیں ایک وسیع تر کائناتی نظام کا فعال حصہ قرار دیتا ہے۔ حیاتیاتی اعتبار سے ہوا کی اہمیت بنیادی طور پر آکسیجن کی فراہمی سے وابستہ ہے۔ انسان سانس کے ذریعے فضا سے آکسیجن حاصل کرتا ہے جو پھیپھڑوں کے ذریعے خون میں شامل ہو کر جسم کے مختلف بافتوں اور خلیات تک پہنچتی ہے۔ خلیاتی سطح پر آکسیجن توانائی کی پیداوار اور متعدد حیاتیاتی افعال کے تسلسل کے لیے ناگزیر ہے۔ اس لیے تنفس کے عمل میں رکاوٹ براہِ راست جسمانی نظام اور انسانی زندگی کو متاثر کرتی ہے۔

ایڈورڈ او ولسن کے ماحولیاتی مباحث سے بھی یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ فضائی نظام اور اس میں موجود گیسیں زمینی حیات کے تسلسل سے گہرا تعلق رکھتی ہیں۔[21] تاہم انسانی جسم میں آکسیجن کی ترسیل اور خلیاتی میٹابولزم کا تعلق بنیادی حیاتیاتی اصولوں سے ہے، اس لیے اس حقیقت کو عمومی سائنسی تناظر میں سمجھنا زیادہ مناسب ہے۔ فضا میں نائٹروجن، آکسیجن، کاربن ڈائی آکسائیڈ اور دیگر گیسیں مخصوص تناسب کے ساتھ موجود ہیں۔ ان گیسوں کے باہمی تعلق اور قدرتی چکروں کے ذریعے کرۂ ارض پر زندگی کے لیے موزوں حالات برقرار رہتے ہیں۔ نباتات کاربن ڈائی آکسائیڈ جذب کر کے ضیائی تالیف کے عمل میں آکسیجن خارج کرتی ہیں، جبکہ انسان اور حیوانات آکسیجن استعمال کر کے کاربن ڈائی آکسائیڈ خارج کرتے ہیں۔ اس طرح فضا حیاتیاتی اور کیمیائی تبادلے کے ایک وسیع نظام کا حصہ بن جاتی ہے۔

جیمز لوولاک کے گایا (Gaia) تصور میں بھی زمین کو ایک ایسے مربوط نظام کے طور پر دیکھا گیا ہے جس میں جاندار مخلوقات اور فضائی و طبعی ماحول باہمی تعامل کے ذریعے زندگی کے لیے سازگار حالات کی تشکیل اور بقاء میں کردار ادا کرتے ہیں۔[22] اس تناظر میں فضا کا توازن کسی ایک جاندار یا خطے تک محدود نہیں بلکہ مجموعی زمینی نظام سے متعلق ہے۔ صاف ہوا انسانی صحت کی بنیادی ضرورت ہے۔ فضائی آلودگی نہ صرف نظامِ تنفس بلکہ قلبی اور دیگر جسمانی نظاموں کو بھی متاثر کرتی ہے۔ عالمی ادارۂ صحت کی رپورٹ فضائی آلودگی کو تنفسی اور قلبی بیماریوں سمیت قبل از وقت اموات کے اہم ماحولیاتی خطرے کے طور پر بیان کرتی ہے۔[23] اس سے واضح ہوتا ہے کہ فضا کے معیار اور انسانی صحت کے درمیان براہِ راست تعلق موجود ہے۔ صنعتی سرگرمیوں، گاڑیوں کے اخراج، ایندھن کے استعمال اور دیگر انسانی سرگرمیوں کے نتیجے میں پیدا ہونے والی فضائی آلودگی فضا کے معیار کو متاثر کرتی ہے۔ اس کے اثرات انسان کے پھیپھڑوں اور قلبی نظام تک محدود نہیں رہتے بلکہ ماحولیاتی نظام، نباتات، حیوانات اور موسمی حالات تک بھی پہنچ سکتے ہیں۔ اس لیے صاف فضا کا تحفظ دراصل انسانی اور ماحولیاتی صحت دونوں کے تحفظ سے وابستہ ہے۔ قرآنِ کریم میں ہواؤں کو

رحمت اور بشارت کے نظام کے ساتھ بھی مربوط کیا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ يُرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرَاتٍ وَلِيُذِيقَكُم مِّن رَّحْمَتِهِ۔[24]

اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ وہ ہواؤں کو خوشخبری دینے والی بنا کر بھیجتا ہے تاکہ تمہیں اپنی رحمت کا مزہ چکھائے۔

یہ آیت ہواؤں کو بارش، رحمت اور انسانی منفعت کے وسیع نظام سے جوڑتی ہے۔ بارش کے نتیجے میں زمین میں نباتاتی زندگی پروان چڑھتی ہے، زرعی سرگرمیوں کو فروغ ملتا ہے اور خوراک و معیشت کے مختلف شعبے مستحکم ہوتے ہیں۔ یوں ہوا کا کردار محض فضائی حرکت تک محدود نہیں رہتا بلکہ انسانی معاشرت، زراعت اور معاشی استحکام سے بھی مربوط ہو جاتا ہے۔ عصرِ حاضر میں فضائی آلودگی ایک سنگین ماحولیاتی مسئلہ بن چکی ہے۔ انسانی اور صنعتی سرگرمیوں کے نتیجے میں پیدا ہونے والی آلودگی نہ صرف مقامی فضا کے معیار کو متاثر کرتی ہے بلکہ وسیع تر ماحولیاتی نظام پر بھی دباؤ پیدا کرتی ہے۔ لیسٹر آر براؤن کے ماحولیاتی تجزیے میں بھی بڑھتے ہوئے انسانی دباؤ اور آلودگی کو قدرتی نظاموں اور انسانی معاشروں کے استحکام کے لیے ایک اہم خطرے کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔[25] اس تجزیے سے واضح ہوتا ہے کہ ہوا انسانی بقاء کے حیاتیاتی، ماحولیاتی، معاشی اور تمدنی نظام کا ایک بنیادی عنصر ہے۔ یہ تنفس اور خلیاتی زندگی کے لیے ناگزیر ہونے کے ساتھ بارش، موسمی توازن، نباتاتی افزائش اور ماحولیاتی استحکام میں بھی اہم کردار ادا کرتی ہے۔ اس لیے فضا کا تحفظ محض صحتِ عامہ کا مسئلہ نہیں بلکہ انسانی بقاء، ماحولیاتی سلامتی اور تمدنی استحکام کی بنیادی ضرورت ہے۔

زمین اور انسانی بقاء

انسانی بقاء اور تمدنی ارتقاء میں زمین کو ایک جامع مادی، جغرافیائی اور مکانی بنیاد کی حیثیت حاصل ہے۔ مٹی جہاں بنیادی طور پر زمین کی زرخیز بالائی تہہ اور اس سے وابستہ زرعی و حیاتیاتی خصوصیات کی نمائندگی کرتی ہے، وہیں زمین کا مفہوم اس سے کہیں زیادہ وسیع ہے۔ اس میں انسانی آبادکاری، رہائش، زراعت، جنگلات، معدنی وسائل، آبی ذخائر، نقل و حمل، بنیادی ڈھانچے اور مختلف معاشی و تمدنی سرگرمیوں کے لیے درکار جغرافیائی فضا شامل ہے۔ اس اعتبار سے زمین نہ صرف انسانی وجود کے لیے رہائش فراہم کرتی ہے بلکہ انسانی معاشرت، معیشت اور تہذیب کی تشکیل کے لیے بنیادی مادی ڈھانچہ بھی مہیا کرتی ہے۔ جدید ماحولیاتی تناظر میں بھی زمین کو حیاتیاتی، معاشی، سماجی اور ثقافتی اہمیت کے حامل ایک جامع قدرتی وسیلے کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔[26]

قرآنِ کریم میں زمین کو انسان کے لیے قابلِ استفادہ اور اس کی معاشی و معاشرتی سرگرمیوں کے لیے موزوں بنائے جانے کا ذکر نہایت بلیغ انداز میں کیا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ ذَلُولًا فَامْشُوا فِي مَنَاكِبِهَا وَكُلُوا مِن رِّزْقِهِ وَإِلَيْهِ النُّشُورُ۔[27]

وہی ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو مسخر اور نرم بنایا، پس اس کے راستوں میں چلو اور اللہ کے رزق میں سے کھاؤ، اور اسی کی طرف دوبارہ اٹھ کر جانا ہے۔

یہ آیت زمین اور انسانی زندگی کے تعلق کو محض سکونت تک محدود نہیں رکھتی بلکہ حرکت، تلاشِ رزق اور معاشی سرگرمی کے ساتھ مربوط کرتی ہے۔ زمین رہائش فراہم کرنے کے ساتھ زراعت، تجارت، وسائل کے حصول اور معاشرتی سرگرمیوں کے امکانات بھی مہیا کرتی ہے۔ اس زاویے سے زمین انسانی معاشی سرگرمیوں اور تمدنی تشکیل کے لیے ایک بنیادی قدرتی فضا کے طور پر سامنے آتی ہے۔ انسانی تاریخ کا مطالعہ بھی اس امر کو واضح کرتا ہے کہ مستقل آبادکاری اور منظم تمدنی زندگی کے قیام کا تعلق زمین کے استعمال کے

ساتھ گہرا رہا ہے۔ قابلِ رہائش علاقوں، زرعی میدانوں، دریائی وادیوں، جنگلات اور قدرتی وسائل سے مالا مال خطوں نے انسانی بستیوں اور بعد ازاں شہروں اور ریاستوں کے قیام میں اہم کردار ادا کیا۔ زمین نے انسان کو صرف رہنے کی جگہ فراہم نہیں کی بلکہ خوراک کی پیداوار، خام مال کے حصول، نقل و حمل کے راستوں اور پیداواری و تجارتی مراکز کی تشکیل کے لیے بھی بنیادی اساس فراہم کی۔

اقتصادی اعتبار سے زمین کی اہمیت بھی نہایت وسیع ہے۔ زرعی پیداوار کے علاوہ جنگلات، چراگاہیں، معدنی وسائل، صنعتی مراکز، شاہراہیں، رہائشی علاقے اور شہری بنیادی ڈھانچے سب زمین کے استعمال سے وابستہ ہیں۔ اسی وجہ سے زمین کے استعمال میں تبدیلیاں معاشی پیداوار، انسانی آبادکاری، خوراک، روزگار اور قدرتی ماحول پر بیک وقت اثر انداز ہو سکتی ہیں۔ عالمی ادارۂ خوراک و زراعت (FAO) کے مطابق زمین عالمی غذائی نظام، حیاتیاتی تنوع، انسانی معاش اور ماحولیاتی خدمات کی اساسی بنیادوں میں شامل ہے۔[28] زمین کا حیاتیاتی اور ماحولیاتی کردار بھی انسانی بقاء کے لیے غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے۔ جنگلات، چراگاہیں، آبی علاقے اور دیگر زمینی ماحولیاتی نظام بے شمار نباتاتی اور حیوانی انواع کے مسکن ہیں۔ یہ نظام خوراک کی پیداوار، پانی کے قدرتی چکر، کاربن کے ذخیرے، حیاتیاتی تنوع اور موسمیاتی استحکام میں اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔ چنانچہ زمین کو صرف انسانی تعمیرات یا معاشی پیداوار کے لیے دستیاب جگہ تصور کرنا اس کے وسیع تر ماحولیاتی کردار کو محدود کر دیتا ہے۔ عصرِ حاضر میں زمین کے بڑھتے ہوئے استعمال اور غیر پائیدار انتظام نے زمین کے انحطاط کو ایک اہم عالمی ماحولیاتی مسئلہ بنا دیا ہے۔ جنگلات کی کٹائی، غیر متوازن زرعی سرگرمیاں، حد سے زیادہ چرائی، شہری پھیلاؤ اور زمین کے غیر مناسب استعمال کے نتیجے میں اس کی حیاتیاتی اور معاشی پیداواری صلاحیت متاثر ہو سکتی ہے۔ عالمی ادارۂ خوراک و زراعت (FAO) کے موجودہ تخمینوں کے مطابق دنیا بھر میں 1.66 ارب ہیکٹر سے زیادہ زمین، یعنی عالمی رقبے کے تقریباً دس فیصد سے زائد حصے پر مشتمل زمین، غیر پائیدار استعمال اور انتظام کے نتیجے میں تنزلی کا شکار ہو چکی ہے، جبکہ اس انسانی پیدا کردہ انحطاط کا ساٹھ فیصد سے زائد حصہ زرعی زمینوں پر واقع ہے۔[29]

زمین کے انحطاط کے اثرات صرف قدرتی ماحول تک محدود نہیں رہتے۔ زرعی پیداوار میں کمی، غذائی عدم تحفظ، حیاتیاتی تنوع کا نقصان، معاشی مشکلات اور انسانی آبادیوں پر بڑھتا ہوا دباؤ اس کے ممکنہ نتائج میں شامل ہیں۔ جدید ماحولیاتی مطالعات اسی وجہ سے زمین کے پائیدار انتظام، بحالی اور منصوبہ بندی کو انسانی معاش، غذائی تحفظ اور ماحولیاتی استحکام کے لیے بنیادی ضرورت قرار دیتے ہیں۔ پائیدار زمینی انتظام کا مقصد زمین سے انسانی ضروریات پوری کرنے کے ساتھ اس کی طویل مدتی پیداواری صلاحیت اور ماحولیاتی افعال کو بھی محفوظ رکھنا ہے۔[30] قرآنی تناظر میں زمین سے انسانی استفادہ اختیار و تصرف کے مطلق تصور کے بجائے ذمہ داری اور جواب دہی کے ساتھ مربوط نظر آتا ہے۔ مذکورہ آیت میں زمین پر چلنے اور اس کے رزق سے استفادے کی اجازت کے ساتھ آخرت میں واپسی کا ذکر انسانی سرگرمی کو اخلاقی جواب دہی کے وسیع تر تصور کے ساتھ جوڑ دیتا ہے۔ اس اعتبار سے زمین کے وسائل سے استفادہ کرتے ہوئے اعتدال، تحفظ اور ذمہ دارانہ طرزِ عمل اختیار کرنا انسانی مفاد کے ساتھ اخلاقی شعور کا بھی تقاضا ہے۔

زمین اور مٹی کے درمیان امتیاز کو یہاں خصوصی طور پر ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ مٹی زمین کے حیاتیاتی و زرعی نظام کا بنیادی جزو ہے، جبکہ زمین ایک وسیع تر جغرافیائی اکائی ہے جس میں مٹی کے علاوہ آبادی، نباتات، آبی وسائل، جغرافیائی ساخت اور انسانی سرگرمیوں کے مادی آثار بھی شامل ہوتے ہیں۔ اس لیے مٹی کا تحفظ بنیادی طور پر زرعی پیداوار، زرخیزی اور حیاتیاتی نظام سے متعلق ہے، جبکہ زمین کا پائیدار انتظام آبادکاری، زراعت، قدرتی وسائل، بنیادی ڈھانچے، حیاتیاتی تنوع اور مختلف انسانی استعمالات کے درمیان مناسب توازن قائم کرنے کا تقاضا کرتا ہے۔ اس تجزیے سے واضح ہوتا ہے کہ زمین انسانی بقاء کے لیے محض رہائش کی جگہ

نہیں بلکہ حیاتیاتی، ماحولیاتی، معاشی اور تمدنی سرگرمیوں کی جامع بنیاد ہے۔ انسانی بستیاں، زراعت، صنعت، وسائل، نقل و حمل اور تہذیبی ادارے اسی مادی فضا میں تشکیل پاتے ہیں، جبکہ قدرتی زمینی نظام انسانی خوراک، حیاتیاتی تنوع اور ماحولیاتی استحکام کو برقرار رکھنے میں مدد دیتے ہیں۔ چنانچہ زمین کا متوازن استعمال، اس کے انحطاط کی روک تھام اور اس کی پیداواری و ماحولیاتی صلاحیت کا تحفظ انسانی بقاء اور تمدنی تسلسل کے لیے ناگزیر ہے۔

بقائے انسانی میں قدرتی عناصر کا باہمی نظام

انسانی زندگی کسی ایک قدرتی عنصر پر قائم نہیں بلکہ فطرت کے مختلف اجزاء کے باہمی ربط، توازن اور تعامل کا نتیجہ ہے۔ آگ، پانی، مٹی، ہوا اور زمین اپنی اپنی منفرد خصوصیات کے باوجود ایک دوسرے سے جدا نظام نہیں رکھتے بلکہ مجموعی طور پر ایک ایسا مربوط قدرتی ڈھانچہ تشکیل دیتے ہیں جس پر انسانی حیات، خوراک، معیشت، معاشرت اور تمدنی ترقی کا انحصار ہے۔ پانی مٹی کی زرخیزی اور نباتاتی نشوونما میں معاون ہوتا ہے، مٹی زرعی اور حیاتیاتی نظاموں کی بنیاد فراہم کرتی ہے، ہوا تنفس، گیسوں کے تبادلے اور موسمی نظام کو برقرار رکھتی ہے، آگ حرارت، توانائی اور تمدنی سرگرمیوں میں بنیادی کردار ادا کرتی جبکہ زمین ان تمام سرگرمیوں کے لیے مادی اور مکانی بنیاد فراہم کرتی ہے۔ قرآنِ کریم میں کائنات کے مختلف مظاہر کو بار بار غور و فکر اور تدبر کے لیے پیش کیا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ۔[31]

بے شک آسمانوں اور زمین کی تخلیق اور رات اور دن کے بدلنے میں عقل رکھنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔

یہ آیت کائنات کو منتشر اور غیر مربوط مظاہر کے مجموعے کے بجائے ایک ایسے منظم نظام کے طور پر سمجھنے کی دعوت دیتی ہے جس میں مختلف قدرتی عوامل مخصوص قوانین اور باہمی تعلق کے تحت کام کرتے ہیں۔ رات اور دن کی گردش، موسموں کی تبدیلی، بارش، زمین کی زرخیزی اور نباتاتی و حیوانی زندگی اسی وسیع تر نظم کا حصہ ہیں۔ طبری کی تفسیری بحث سے بھی یہ مفہوم سامنے آتا ہے کہ آسمان و زمین اور ان سے متعلق قدرتی تغیرات انسان کو قدرتِ الٰہی، نظم اور حکمت پر غور کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔[32] اس لیے قدرتی عناصر کے باہمی تعلق کو صرف مادی تعامل کے طور پر نہیں بلکہ قرآنی تناظر میں تدبر اور معرفت کے ایک وسیع تر میدان کے طور پر بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ جدید ماحولیاتی فکر میں بھی زمین کو ایک باہم مربوط نظام کے طور پر سمجھنے کا تصور اہمیت رکھتا ہے۔ جیمز لوولاک کے گایا (Gaia) تصور کے مطابق زمین کے حیاتیاتی اور طبعی اجزاء باہمی تعامل کے ذریعے ایسے حالات کی تشکیل میں کردار ادا کرتے ہیں جو زندگی کے تسلسل کے لیے موزوں ہوتے ہیں۔[33] اگرچہ اس نظریے کی مختلف سائنسی تعبیرات موجود ہیں اور اسے علمی حلقوں میں ایک متبادل استعارے سے زیادہ ایک ثابت شدہ سائنسی نظریہ تصور نہیں کیا جاتا، تاہم قدرتی نظاموں کے باہمی انحصار کا بنیادی تصور جدید ماحولیات میں نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔

اس باہمی ربط کو عملی طور پر دیکھا جائے تو پانی کے بغیر مٹی کی زرعی صلاحیت متاثر ہوتی ہے، مٹی کے بغیر نباتاتی نظام کمزور پڑتا ہے، نباتات اور دیگر جانداروں کے بغیر فضا میں گیسوں کے قدرتی تبادلے کے بہت سے عمل متاثر ہوتے ہیں، جبکہ زمین ان تمام ماحولیاتی و انسانی سرگرمیوں کے لیے بنیادی مادی فضا فراہم کرتی ہے۔ اسی طرح توانائی اور حرارت بھی قدرتی اور انسانی نظاموں میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ چنانچہ کسی ایک قدرتی عنصر میں شدید عدم توازن کے اثرات دیگر عناصر اور بالآخر انسانی زندگی تک منتقل ہو سکتے ہیں۔ قدرتی وسائل کے اس باہمی نظام کے ساتھ انسانی ذمہ داری کا تصور بھی وابستہ ہے۔ قرآنِ کریم میں ارشاد ہے:

وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا۔[34]

اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ پھیلاؤ۔

یہ ہدایت زمین اور اس کے نظام میں فساد اور بگاڑ سے اجتناب کی ایک وسیع اخلاقی بنیاد فراہم کرتی ہے۔ ابن کثیر کی تفسیر میں اس آیت کے مفہوم کو عمومی فساد، ظلم اور اس نظم میں خلل سے اجتناب کے تناظر میں بیان کیا گیا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے قائم کیا ہے۔[35] اس اصول کو موجودہ ماحولیاتی تناظر میں قدرتی وسائل کے غیر ذمہ دارانہ استعمال سے پیدا ہونے والے بگاڑ کے ساتھ بھی مربوط کیا جاسکتا ہے، تاہم یہ تعلق تفسیری مفہوم اور جدید ماحولیاتی اطلاق کے درمیان ایک تحلیلی نسبت کے طور پر سمجھا جانا چاہیے، نہ کہ آیت کے لغوی مدلول کے طور پر۔

جدید ماحولیاتی مطالعات بھی اس امر پر زور دیتے ہیں کہ قدرتی وسائل پر غیر متوازن انسانی دباؤ ماحولیاتی نظاموں کی صلاحیت اور استحکام کو متاثر کر سکتا ہے۔ لیسٹر آر براؤن نے قدرتی وسائل کے بڑھتے ہوئے استعمال اور انسانی دباؤ کو ماحول، خوراک اور انسانی معاشروں کے مستقبل سے مربوط کیا ہے۔[36] جنگلات کی کٹائی، پانی کا غیر متوازن استعمال، مٹی کا انحطاط اور فضائی و آبی آلودگی ایسے عوامل ہیں جو ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ماحولیاتی نظاموں کو متاثر کرتے ہیں۔ قرآنِ کریم انسان کو کائنات کے مشاہدے اور اس میں کارفرما نظم پر غور کرنے کی دعوت بھی دیتا ہے:

أَفَلَا يَنظُرُونَ إِلَى السَّمَاءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنَاهَا۔[37]

کیا یہ لوگ اپنے اوپر آسمان کی طرف نہیں دیکھتے کہ ہم نے اسے کس طرح بنایا ہے؟

یہ دعوتِ مشاہدہ انسان کے علمی اور فکری شعور کو بیدار کرتی ہے اور اسے قدرتی نظام کو محض استعمال کی چیز کے بجائے غور، ذمہ داری اور تدبر کے موضوع کے طور پر دیکھنے کی طرف متوجہ کرتی ہے۔ سید حسین نصر کی اسلامی ماحولیاتی فکر میں بھی فطرت کو ایک مقدس اور بامعنی حقیقت کے طور پر دیکھا جاتا ہے، اور قدرتی نظم پر غور کو انسان کے روحانی اور اخلاقی شعور سے مربوط کیا جاتا ہے۔[38] اس تناظر میں فطرت کے ساتھ انسانی تعلق صرف مادی استفادے تک محدود نہیں رہتا بلکہ اس میں احترام، اعتدال، ذمہ داری اور تحفظ کے اصول بھی شامل ہو جاتے ہیں۔ اس طرح بقائے انسانی میں قدرتی عناصر کا باہمی نظام حیاتیاتی، ماحولیاتی، معاشی، تمدنی اور اخلاقی جہات کا حامل ہے۔ آگ، پانی، مٹی، ہوا اور زمین ایک دوسرے کے معاون عناصر ہیں اور ان میں توازن انسانی زندگی اور تمدنی تسلسل کے لیے بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ اس نظام میں انسان محض استفادہ کرنے والا فریق نہیں بلکہ ایک ذمہ دار مخلوق بھی ہے، جس پر لازم ہے کہ وہ قدرتی وسائل کو اعتدال، شعور اور ذمہ داری کے ساتھ استعمال کرے تاکہ فطرت کا توازن اور انسانی زندگی کا تسلسل دونوں محفوظ رہ سکیں۔

نتائج تحقیق

مذکورہ بالا تجزیے کی روشنی میں تحقیق کے درج ذیل بنیادی نتائج مرتب کیے جاسکتے ہیں:

- آگ، پانی، مٹی، ہوا اور زمین اپنی الگ الگ حیاتیاتی و ماحولیاتی خصوصیات کے باوجود ایک باہم منحصر نظام تشکیل دیتے ہیں، اور ان میں سے کسی ایک عنصر میں نمایاں خلل دیگر عناصر اور بالآخر انسانی زندگی تک منتقل ہو سکتا ہے۔
- پانی اور مٹی انسانی خوراک اور حیاتیاتی نظاموں کے استحکام میں مرکزی حیثیت رکھتے ہیں، جبکہ ان کے معیار میں کمی کا اثر براہِ راست غذائی تحفظ اور معاشی استحکام تک پہنچتا ہے۔

- ہوا محض تنفس کے لیے ہی ناگزیر نہیں بلکہ موسمی نظام، آبی چکر اور وسیع تر ماحولیاتی توازن میں بھی بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔
- زمین انسانی آبادکاری، معیشت اور تمدنی سرگرمیوں کے لیے مادی و مکانی بنیاد فراہم کرتی ہے، جبکہ مٹی اور زمین کے مابین تصوراتی امتیاز ماحولیاتی پالیسی اور علمی تجزیے دونوں کے لیے اہم ہے۔
- آگ نے تاریخی طور پر انسانی تہذیب، دھات کاری اور صنعتی ترقی میں فیصلہ کن کردار ادا کیا، اور اسے محض ایک طبعی مظہر کے بجائے تمدنی ارتقاء کے ایک متحرک عامل کے طور پر سمجھا جانا چاہیے۔
- قرآنِ کریم قدرتی عناصر کو محض مادی وسائل کے طور پر پیش نہیں کرتا بلکہ انہیں غور و فکر، تدبر اور ذمہ داری کی دعوت دینے والی نشانیوں کے طور پر بیان کرتا ہے، جس سے ایک اخلاقی و علمی تناظر پیدا ہوتا ہے جو جدید ماحولیاتی شعور سے ہم آہنگ ہے۔
- قرآنی تناظر اور جدید سائنسی مطالعہ دو الگ الگ علمی دائروں سے تعلق رکھتے ہیں؛ تحقیق میں دونوں کے مابین ربط کو براہِ راست مساوات کے بجائے ایک تحلیلی اور تکمیلی نسبت کے طور پر پیش کیا گیا ہے، تاکہ قرآنی نصوص پر جدید سائنسی نتائج کا جبری اطلاق نہ ہو۔
- عصرِ حاضر کے ماحولیاتی چیلنجز، بالخصوص زمین کا انحطاط، آبی قلت اور فضائی آلودگی، ماحولیاتی توازن اور انسانی بقاء کے مابین گہرے تعلق کی تصدیق کرتے ہیں، جس سے وسائل کے متوازن اور ذمہ دارانہ استعمال کی اہمیت مزید نمایاں ہوتی ہے۔

حاصلِ بحث

زیرِ نظر مطالعے نے آگ، پانی، مٹی، ہوا اور زمین کو پانچ الگ الگ قدرتی وسائل کے بجائے ایک باہم مربوط حیاتیاتی، ماحولیاتی اور تمدنی نظام کے طور پر پیش کیا ہے، جس پر انسانی بقاء، معیشت اور تہذیبی تسلسل کا انحصار ہے۔ فضا آلودہ ہو، پانی کی دستیابی متاثر ہو یا مٹی اور زمین کی زرخیزی میں کمی واقع ہو، ہر صورت میں انسانی زندگی کے مختلف شعبے مثلاً صحت، خوراک، معیشت اور معاشرتی استحکام بیک وقت متاثر ہوتے ہیں۔ یہی باہمی انحصار اس مطالعے کا مرکزی نکتہ ہے: ان پانچ عناصر کی اہمیت محض انفرادی طور پر ثابت کرنا مقصود نہیں تھا، بلکہ یہ دکھانا مقصود تھا کہ یہ ایک واحد ماحولیاتی و تمدنی نظام کے باہم منحصر اجزاء ہیں۔ قرآنِ کریم میں ان قدرتی عناصر کا بیان محض ان کی مادی افادیت تک محدود نہیں بلکہ اس میں کائناتی نظم، انسانی ذمہ داری، اعتدال اور تدبر کے تصورات بھی شامل ہیں۔ اس تحقیق میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ قرآنی متن، اس کی تفسیری تفہیم اور جدید سائنسی و ماحولیاتی مطالعات کے مابین امتیاز کو واضح رکھا جائے: قرآنی نصوص سے حاصل ہونے والی اخلاقی و فکری رہنمائی کو جدید سائنسی نتائج کا براہِ راست ماخذ قرار دینے کے بجائے، دونوں کو ان کے اپنے علمی دائرے میں سمجھتے ہوئے ایک تحلیلی و تکمیلی نسبت کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ اس طرزِ تحقیق سے آیاتِ قرآنی کو جدید سائنسی دریافتوں پر جبراً منطبق کرنے کے رجحان سے بھی اجتناب ممکن ہوا ہے۔ تحقیق سے یہ بھی واضح ہوا کہ عصرِ حاضر کے ماحولیاتی مسائل یعنی زمین کا انحطاط، آبی قلت، مٹی کی زرخیزی میں کمی اور فضائی آلودگی وغیرہ محض تکنیکی یا انتظامی مسائل نہیں بلکہ ان کا گہرا تعلق انسانی طرزِ عمل، وسائل کے غیر متوازن استعمال اور ذمہ داری کے فقدان سے ہے۔ اس تناظر میں قرآنی تصورِ اعتدال، امانت اور اجتناب از فساد ایک ایسا اخلاقی فریم ورک فراہم کرتا ہے جو جدید ماحولیاتی شعور کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر قدرتی وسائل کے ذمہ دارانہ استعمال کی بنیاد بن سکتا ہے۔ اس مطالعے کا علمی حاصل یہ ہے کہ آگ، پانی، مٹی، ہوا اور زمین کو قرآنی، تفسیری اور جدید ماحولیاتی مباحث کی روشنی میں ایک باہم مربوط نظام کے طور پر پیش کیا گیا، جس میں انسانی ذمہ داری، اعتدال

اور وسائل کے تحفظ کو مرکزی اخلاقی اصولوں کے طور پر نمایاں کیا گیا۔ یہ دعویٰ نہیں کیا جاتا کہ تحقیق نے کوئی نیا سائنسی نظریہ دریافت کیا ہے؛ بلکہ اس کا حاصل ایک تجزیاتی ترکیب ہے جو دینی اور علمی مباحث کو ایک مربوط تناظر میں یکجا کرتی ہے۔ مستقبل کی تحقیق میں ان پانچ عناصر کے مابین تعلق کو مخصوص ماحولیاتی پالیسیوں، مقامی سیاق و سباق یا عصری فقہی اطلاقات کے ساتھ مزید تفصیل سے جانچا جا سکتا ہے۔ بالآخر، اس تحقیق سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ قدرتی وسائل کا ذمہ دارانہ، متوازن اور اعتدال پر مبنی استعمال محض ایک ماحولیاتی ضرورت نہیں بلکہ انسانی بقاء، معاشی استحکام، غذائی تحفظ اور تمدنی تسلسل کی بنیادی شرط ہے۔ آگ، پانی، مٹی، ہوا اور زمین کا تحفظ دراصل انسانیت کے اپنے مستقبل کا تحفظ ہے۔

References

1. al-Qur’ān, 56:71-72.
2. Ibn Kathīr, Ismā‘īl ibn ‘Umar. *Tafsīr al-Qur’ān al-‘Aẓīm*, (Riyadh: Dār Ṭayyibah, 1999), 338.
3. Wrangham, Richard. *Catching Fire: How Cooking Made Us Human*, (New York: Basic Books, 2009), 45.
4. Durant, Will. *The Story of Civilization: Our Oriental Heritage*, (New York: Simon & Schuster, 1935), 112.
5. Hobsbawm, Eric. *The Age of Revolution: 1789–1848*, (London: Weidenfeld & Nicolson, 1962), 54.
6. Nasr, Seyyed Hossein. *Religion and the Order of Nature*, (New York: Oxford University Press, 1996), 72.
7. al-Qur’ān, 21:30.
8. Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr. *Jāmi‘ al-Bayān ‘an Ta’wīl Āy al-Qur’ān*, (Cairo: Dār Hajar, 2000), 145.
9. Brown, Lester R. *World on the Edge: How to Prevent Environmental and Economic Collapse*, (New York: W. W. Norton & Company, 2011), 32.
10. al-Qur’ān, 6:99.
11. Wittfogel, Karl A. *Oriental Despotism: A Comparative Study of Total Power*, (New York: Yale University Press), 1957, 17.
12. Attenborough, David. *A Life on Our Planet: My Witness Statement and a Vision for the Future*, (London: Ebury Publishing, 2020), 64.
13. al-Qur’ān, 20:55.
14. Ibn Kathīr, *Tafsīr al-Qur’ān al-‘Aẓīm*, 255.
15. Gregory, Derek, et al., eds. *The Dictionary of Human Geography*. 5th ed. (Oxford: Wiley-Blackwell, 2009), 214.
16. King, F. H. *Farmers of Forty Centuries: Organic Farming in China, Korea, and Japan*. (Madison: Mrs. F. H. King, 1911), 12.
17. Durant, *The Story of Civilization: Our Oriental Heritage*, 87.
18. Brown, *World on the Edge*, 56.
19. al-Qur’ān, 15:22.
20. Ṭabarī, *Jāmi‘ al-Bayān*, 390.
21. Wilson, Edward O. *The Future of Life*, (New York: Vintage Books, 2002), 44.
22. Lovelock, James. *Gaia: A New Look at Life on Earth*, (Oxford: Oxford University Press, 2000), 67.
23. World Health Organization. *Ambient Air Pollution: A Global Assessment of Exposure and Burden of Disease*, (Geneva: World Health Organization, 2018), 12.
24. al-Qur’ān, 30:46.
25. Brown, *World on the Edge*, 83.
26. Food and Agriculture Organization of the United Nations. *Land Overview*. Rome: FAO. Accessed 2026. https://www.fao.org/land-water/land/overview/.
27. al-Qur’ān, 67:15.
28. Food and Agriculture Organization of the United Nations. *Land, Soil and Water and the Sustainable Development Goals*. Rome: FAO.
29. Food and Agriculture Organization of the United Nations. *The State of the World's Land and*

Water Resources for Food and Agriculture 2025: The Potential to Produce More and Better. Rome: FAO, 2025.

30. Food and Agriculture Organization of the United Nations. *Sustainable Land Management*. Rome: FAO.
31. al-Qur'ān, 3:190.
32. Ṭabarī, *Jāmi' al-Bayān*, 289.
33. Lovelock, *Gaia: A New Look at Life on Earth*, 91.
34. al-Qur'ān, 7:56.
35. Ibn Kathīr, *Tafsīr al-Qur'ān al-'Aẓīm*, 372.
36. Brown, *World on the Edge*, 102.
37. al-Qur'ān, 50:6.
38. Nasr, *Religion and the Order of Nature*, 88.